قرآن شناسی

معراج

عماد العلماء علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ مجتہد (پاکستان)

بِسم اللہ الرحمٰن الرّحیم۔ سُبحَانَ الَّذِیۡ اَسرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلاً مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ۔ (الاسراء آیت:۱)

یعنی وہ ذات پاک ہے جو راتوں رات اپنے بندہ کو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گئی جس کے گرد ہم نے برکت رکھی ہے تا کہ اس بندہ کو ہم اپنی قدرت کی کچھ نشانیاں دکھائیں بے شک وہی بڑا سننے والا بڑا دیکھنے والا ہے۔

آیۂ مذکورہ میں واقعۂ معراج کی طرف اشارہ ہے۔

عربی زبان میں ''معراج'' اس آلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ سے بلندی اور رفعت حاصل کی جائے۔ اس مقام کے لئے بھی بولتے ہیں جہاں بلند ہوکر پہنچا جائے اور خود رفعت و بلندی بھی مراد لیتے ہیں لیکن اسلامی اصطلاح میں اس سے مراد ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عالم ملکوت کی سیر کرنا اور انوار الٰہی کا مشاہدہ کرنا۔ یہ معراج حضورؐ کے جسم مبارک کے ساتھ عالم بیداری میں شب کے وقت ہوئی تھی دوسرے تمام انبیاء ؑ کے واقعات کو دیکھنے سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ اُولوالعزم انبیاءؑ کو کسی نہ کسی زمانہ میں اور کسی صورت سے یہ منزلت حاصل ہوئی ہے زمانی و مکانی قیدوں اور رکاوٹوں کو ان سے دور کردیا جاتا تھا، کائنات کے مخفی راز اور ملکوت ولاہوت کے اسرار بے نقاب ہوکر ان کے سامنے لائے جاتے تھے وہ اپنے اپنے مرتبہ کے مطابق فیضِ ربّانی سے مستفیض ہوتے تھے اور حریم قدس میں باریاب ہوکر اس عالمِ آب وگل میں پھر واپس آجاتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ کو جب منصب نبوت سے سرفراز کیا گیا تو ارشاد ہوا:

وَ کَذٰلِکَ نُرِیۡ اِبۡرَاھِیۡمَ مَلَکُوۡتَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔'' (سورہ انعام آیت:۷۵)

اسی طرح ہم ابراہیمؑ کو زمین وآسمان کی سلطنت کا مشاہدہ کراتے ہیں۔''

اسی طرح توراۃ (تکوین ۲۸) میں حضرت یعقوب ؑ کا بئر سبع سے نکلنا اور حاران کی طرف جانے کا ذکر موجود ہے اور اس کے ساتھ ہی اسی طرح کے مشاہدات کا بیان بھی ہے جن کو معراج کے ایک مرتبہ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر تجلی حق کا پرتو نظر آیا یہ ان کی معراج تھی۔ انبیاء ومرسلینؑ کے واقعات اس طرح کے حالات اور مشاہدات سے بھرے ہوئے ہیں اور ہر نبیؑ اور رسولؐ نے اپنے رتبہ اور منزلت کی مناسبت سے رموز قدرت اور اسرار کائنات کا مشاہدہ کیا ہے۔ دراصل ''معراج'' انسان کی ارتقائے روحانی اور تقرب الٰہی کا دوسرا نام ہے اسی وجہ سے مومن کی نماز کو بھی حدیث میں ''معراج'' کے لفظ سے یاد کیا

گیا ہے "اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤمن" یہ ارتقائے روحانی تو ہر مقرب بارگاہ خداوندی اپنے مرتبہ اور مقام کے مطابق ہمیشہ حاصل کرتا رہا ہے۔ لیکن چونکہ حضرت رسالتمآبؐ اولین وآخرین میں سب سے افضل تھے اور تمام انبیاء ومرسلینؑ کے سردار تھے اس لئے حریم قدس اور بزم لاہوتی میں آپ کو وہ مقام عطا ہوا اور وہ مرتبہ ملا جو نہ کسی مَلَکِ مقرب کو مل سکا اور نہ کسی نبی مرسلؑ کو حاصل ہوا اور آپ اس منزل سے بھی آگے پہنچے جہاں فرشتۂ وحی حضرت جبرئیلؑ کو یہ الفاظ کہنا پڑے: لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ "اگر میں اس جگہ سے آگے جاؤں گا تو شدت نور اور جلوہ قدس کی برق تابیوں اور تابانیوں کو سہار نہ سکوں گا۔ صحیح ومستند روایتوں کے مطابق یہ معراج صرف ایک مرتبہ واقع ہوئی۔ علامہ زُرقانی نے لکھا ہے کہ یہی عام محدثین اور مفسرین ومتکلمین کی رائے ہے اور مستند روایات کا تواتر بھی یہی بتاتا ہے۔ حافظ ابن کثیر نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

''معراج'' کا وقت تو خود قرآن کریم نے بتا دیا ہے کہ دن نہ تھا بلکہ رات تھی لیکن تاریخ میں اختلاف ہے اور کسی محدث نے بھی اس سلسلہ میں کوئی صحیح روایت نہیں پیش کی ہے مگر اس بات پر سب کا اتفاق معلوم ہوتا ہے کہ یہ بعثت نبوی کے بعد اور ہجرت سے پہلے ہوئی تھی۔ اسلامی سیرت نگاروں نے اس سلسلہ میں مختلف رائیں ذکر کی ہیں۔ کسی نے ربیع الاول کا مہینہ لکھا ہے تو کسی نے ربیع الثانی کا۔ کوئی معراج کو شوال میں بتاتا ہے کوئی رمضان اور کوئی رجب کے مہینے میں کہتا ہے۔ علامہ واقدی نے دو روایتیں لکھی ہیں، ایک میں ۱۷ر رمضان اور دوسری میں ۱۷ر ربیع الاول کی تعیین کی ہے مگر ابن قتیبہ دینوری اور ابن عبدالبر ماہ رجب کے قائل ہیں نیز علامہ رافعی اور نوَوِی نے بھی اسی کی تائید کی ہے۔ محدث عبدالغنی قدسی نے بھی یہی کہا ہے اور ساتھ ہی ۲۷ر ماہ رجب کی تخصیص بھی کی ہے۔ علامہ زُرقانی نے لکھا ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

ہجرت رسولؐ سے کس قدر قبل معراج واقع ہوئی تھی اس میں بھی محدثین کے مختلف اقوال ہیں لیکن اکثریت اسی طرح ہے کہ یہ ہجرت یعنی ربیع الاول ۱ھ سے ایک سال یا ڈیڑھ سال پہلے ہوئی تھی۔ علامہ بخاری اور علامہ ابن سعد نے واقعاتِ قبلِ ہجرت کے ذکر میں معراج کے تذکرہ کو سب سے آخر میں لکھا ہے جس سے اس کا ہجرت سے قریب تر ہونا معلوم ہو رہا ہے۔

واقعۂ معراج کو کثیر التعداد راویوں نے بیان کیا ہے۔ علامہ زُرقانی نے ۴۵ر صحابیوں کا نام لکھا ہے اور ان تمام کتابوں کے اسماء بھی لکھے ہیں جن میں ان کی بیان کی ہوئی روایتیں موجود ہیں۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مستقل طور پر تفصیل کے ساتھ واقعاتِ معراج کا ذکر ہے اور اسے سات اکابر صحابہؓ کے حوالہ سے نقل کیا ہے جن میں ابوذرؓ غفاری اور حضرت عبداللہؓ ابن عباس بھی شامل ہیں۔ اسلام کے ابتدائی دور کے بعد وہ مبارک گھڑی آئی جو اللہ نے اس گل سرسبد رسالت اور مقصد تکوین عالم حضرت سید المرسلینؐ کی سیر مَلکوت اور مشاہدۂ عالم قدس کے لئے معین کی تھی۔ فرشتوں کو حکم ملا کہ میرے حبیبؐ خاص کے لئے افلاک کے راستوں کو سجائیں رضوانِ جنت کو ہدایت کی گئی کہ آنے والے کی عظمت کے مطابق خلد بریں کو مزین کرے۔

جبرئیلؑ امین کو اشارۂ قدرت ہوا کہ کہ محبوبؐ کبریا کے لئے وہ سواری لے جائیں جو برق سے زیادہ تیز رفتار اور شعاع مہر سے زیادہ سُبک خِرام ہو اور جو اس مسافر منزل لاہوت اور رہ نوردِ خطۂ نور کے لائق ہو جو عالم تکوین سے حریم قدس کی طرف بلایا جارہا تھا۔ عالم آب وخاک کی بندشیں ٹوٹنے لگیں، آتش و ہوا کی فطرتیں معطل ہونے لگیں، عناصر کی طبیعتیں بدلنے لگیں، فضا نے راستہ دیا۔ افلاک نے اپنے دروازے کھول کے ادب سے راہ دی، فضاؤں نے سواریِ نور کو دوش پر اٹھایا، زمان ومکان کے حدود نے اس مسافر لاہوتی کے استقبال میں آنکھیں فرش راہ کردیں۔

اُدھر وحی الٰہی کی صدا سے سارا خطۂ لاہوتی گونجنے لگا:

سُبۡحَانَ الَّذِیۡ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلاً مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَی الَّذِیۡ بَارَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا'' (سورہ اسرا، آیت:۱)

وہ اللہ ہر عیب سے پاک وپاکیزہ ہے جس نے اپنے بندہ کو راتوں رات مسجد حرام (خانہ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جس کے گرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیا کر رکھی ہے تاکہ اپنے اس عبد خاص کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھائیں۔''

بعض مفسرین نے مسجد اقصیٰ سے بیت المقدس کو مراد لیا ہے۔ مگر تفسیر آلؑ محمدؐ کے مطابق اس سے مراد وہ آسمانی مسجد ہے جو خانۂ کعبہ کے مقابل فلک چہارم پر ہے۔

ظاہری حیثیت سے یہ بات بڑی حیرت انگیز ہے کہ ایک مادی جسم چشم زدن میں آسمانوں میں چلا جائے اور کائنات عالم ملکوت ولاہوت کی سیر کرکے پھر واپس آجائے اور اسی وجہ سے بہت سے لوگوں نے معراج جسمانی سے انکار کردیا اس لئے کہ ان کی نگاہیں اور ان کے طائر فکر کی پرواز محدود تھی۔ صرف ان ہی حدود میں جو ان کے ادراک اور شعور کے دائرہ اقتدار کے اندر تھے۔ سوال بس اتنا ہی تو ہے کہ تھوڑی سی دیر میں اس قدر لمبی مسافت کیونکر طے ہوگئی، کرۂ آتش وزمہریر سے کیونکر گذرے اور پھر جب جدید سائنس نے یہ بات واضح کردی ہے کہ آسمانوں کا وجود ہی نہیں ہے تو ایک آسمان سے دوسرے اور تیسرے، چوتھے اور پھر اس کے بعد کے آسمانوں تک اس شان سے تشریف لے جانا جس کا روایات میں ذکر ہے کیوں کر ممکن ہے۔ آسمانوں کے قائل پرانے ہیئت دانوں نے بھی خرق والتیام کی گتھیاں پیدا کردیں۔ جذب مرکزی اور دوسری بحثیں شروع ہوگئیں مگر یہ کسی نے نہ دیکھا کہ معراج کی خبر کس نے بیان کی ہے اور کس نے اس تفصیل کو ہم تک پہنچایا ہے۔ یہ واقعہ تو خود اس پیغمبرؐ صادق نے بیان کیا تھا جس کی امانت اور سچائی پر کبھی کسی کو شک وشبہہ نہ پیدا ہوسکا۔ اس کے بعد سیکڑوں اکابر صحابہؓ وتابعینؒ نے اس واقعہ کی روایت کی اور کبھی اس میں شک وشبہہ ظاہر نہ کیا اور نہ کبھی کسی طرح کے استبعادِ عقلی کو دخل دیا گیا آخر یہ لوگ بھی تو عقل رکھنے والے تھے۔ غلط اور صحیح کو پرکھنے والے اور مبالغہ وحقیقت میں فرق کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ پھر قرآن کریم صاف طور سے معراج کی خبر کا اعلان کررہا ہے۔ جہاں تک خرق والتیام کی بحث کا تعلق ہے اس کا جواب صرف یہ ہے کہ اگر

ایک حرکت دوسری حرکت سے تیز تر ہوتو کم حرکت تیز حرکت کے مقابلہ میں سکون سے بدل جاتی ہے۔ نبی کریمؐ جس تیز رفتاری سے معراج میں تشریف لے گئے تھے اس کے مقابلہ میں حرکتِ فلکی کی کوئی حیثیت نہ تھی اس لئے یہاں خرق والتیام کی بحث کی گنجائش ہی ممکن نہیں ہے۔ اگر آسمان سے مراد صرف بلندی ہے تو بلندیوں کی بھی قسمیں ممکن ہیں جن کو مختلف آسمانوں کے نام سے یاد کیا جاسکتا ہے اس کے علاوہ آسمان کو نیلگوں خلاء کہنے والوں نے آج تک یہ ثابت نہ کیا کہ اس خلاء کے بعد کیا چیز ہے اور اس وقت تک آسمانوں کے موجود نہ ہونے پر کوئی حسّی یا عقلی دلیل نہ پیش کر سکے۔ سائنسی رصدگاہیں سیکڑوں سال سے مختلف مشاہدات اور نظریات پیش کرتی رہتی ہیں۔ کبھی کچھ نظر آتا ہے تو کبھی کچھ اور اگر آج ایک تحقیق سامنے آتی ہے تو کل وہ باطل ہو کر دوسری تحقیق پیش کی جاتی ہے۔

مگر قرآن اور احادیث نے جو پہلے کہا تھا وہ اب بھی اپنی جگہ پر اٹل ہے۔ دنیا والوں کے نظریات موسمی ہواؤں کی طرح بدلتے رہتے ہیں مگر درسگاہ الوہیت سے پڑھ کر آنے والوں کی باتوں میں تبدیلی ممکن نہیں ہوتی۔ خلاء میں جانے والوں کو کشش ارضی کے حدود کے بعد جس اثیری فضاء کا مشاہدہ ہوا ہے اس کا اس سے پہلے انھیں کوئی علم نہ تھا۔

بڑی تحقیق اور عرق ریزی کے بعد ہمیں کچھ ایٹمی ذرّات مل سکے جن سے تیز رفتار راکٹ بنا کر ہم نے سرعت رفتار کے حیرت انگیز ریکارڈ قائم کئے اور چند سکنڈ میں ہزار ہا میل کی مسافت طے کرنے والے آلات ایجاد کر لئے۔

یہ تمام ذرات اور ایٹم اسی ہماری زمین کے لامتناہی خزانوں کا عطیہ ہیں جو انسانوں کو تحقیق و تفتیش بسیار کے بعد مل سکے ہیں۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ زمین کے اندر بس اتنی ہی چیزیں تھیں اور اب اس سے زیادہ طاقتور اور سرعت سیر کو بڑھانے والی کوئی دوسری چیز موجود نہیں ہے۔ انسان کا علم جس قدر بڑھتا جائے گا اس کو کائنات کے رازوں کی معرفت ہوتی جائے گی۔

انبیاءؑ ومرسلینؑ کی معرفت اور تاثیری طاقتوں کے سامنے ہمارے علم وتحقیق کی کیا وقعت وحیثیت ہے۔ جس قادر مطلق نے بے جان ایٹمی ذرّات میں اس قدر طاقت بخشی ہے کیا وہ سردارؐ مرسلینؑ، نور یزدانی، مقصد تخلیق وتکوین عالم اور اپنے حبیبؐ خاص کو سرعتِ سیر کا معجزہ نہیں دے سکتا! پھر آج تک محققین اور فلسفہ دانوں نے سرعت سیر کی کوئی حد بندی بھی نہیں کی ہے کیا ایک سو سال قبل راکٹ کی موجودہ رفتار کا کسی انسان کو تصور بھی ممکن ہوسکتا تھا؟۔۔۔۔۔تو بس اسی طرح کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی ممکن ہے کہ ایسے راکٹ اور ایسے آلات ایجاد کر لئے جائیں جن کی سرعت سیر کے مقابلہ میں موجودہ سرعت رفتار کی کوئی بھی حقیقت واصلیت اور کسی قسم کا تقابل باقی نہ رہے۔ روشنی کی رفتار، آواز کی سرعتِ سیر، سیاروں کی تیز حرکت اور سب سے زیادہ خود ہر انسان کے نورِ نگاہ کی تیزیٔ رفتار کی کوئی انتہا ہے! اِدھر آنکھ کھلی اور مسافر نور کے سامنے سے حجاب اٹھا کہ ایک لمحہ میں اس کے قدم کروڑوں میل کا فاصلہ طے کر کے زُہرہ، عطارد، زُحل اور مریخ سے بھی بہت دور ستاروں تک پہنچنے لگے اور آنکھ کی ننھی سی پتلی

میں وسیع کائنات سمانے لگی۔ یہ سب کارسازِ قدرت کی کرشمہ سازیاں ہیں جو ہر چشم بصیرت رکھنے والے انسان کے لئے عبرت کا مجسمہ ہیں۔

ان تمام آیات الٰہیہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد اور مخلوقات عالم کی معمولی اور بے بساط چیزوں کی تاثیر اور شدت رفتار دیکھنے کے بعد الٰہی قدرت اور خالق عالم کے لامحدود اقتدار پر تھوڑا سا غور کرنے والا کبھی اس سے انکار کی جرأت نہیں کرسکتا کہ معراج کا واقعہ اس لئے درست نہیں ہے کہ اس کا وقوع نظام فطرت عالم کے خلاف ہے۔ آنحضرتؐ کے اشاروں سے چاند کا دو ٹکڑے ہوجانا، ہاتھوں پر آکے سنگریزوں کا تسبیح پڑھنا، دھوپ میں سراقدس پر بادلوں کا سایہ کرنا، روشنی میں جسم مبارک کا سایہ ظاہر نہ ہونا، پتھر پر نشان قدم کا ابھرنا اور زمین نرم پر پیروں کے نشانات پیدا نہ ہونا، مغرب میں ڈوبے ہوئے سورج کا پلٹ آنا اور اسی طرح کے ہزاروں معجزے تھے جو اللہ نے اس روح ملکوتی اور آئینۂ نور ربّانی کو عطا کئے تھے۔ معراج بھی ان ہی معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ تھا جو آپ کی نبوت و رسالت پر قیامت تک شاہد رہے گا۔

اللہ کو معلوم تھا کہ انسان سرعت سیر بڑھانے اور فضاؤں پر قابو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس لئے اس نے اپنے آخری نبیؐ کو ایک ایسا معجزۂ سرعتِ رفتار دے دیا اور فضائے کائنات اور خلاء کی لامحدود وسعتوں پر ایسا قابو عطا کردیا جو قیامت تک انسانی عقل اور فکر بشری کی پرواز کے لئے معجزہ بنا رہے گا۔ قرآن کریم کا اعلان برحق ہے تو معراج کا واقعہ بھی شک وشبہہ سے بالاتر ہے۔ پیغمبرؐ مدنی امین اور صادق القول تھے تو آپ کا بیان بھی یقیناً صحیح و درست ہے۔ اَجلّہ صحابہؓ اور اکابر تابعین نیز اسلامی مکتبۂ فکر و تحقیق کی عظیم ترین شخصیتوں نے اس واقعہ کو سن کر ہمیشہ سرِ تسلیم خم رکھا اور معراج کے اعتقاد کو اپنے ایمان کا جز و سمجھا۔ یہ لوگ عہد رسالت سے متصل یا قریب تر تھے اور یہ یونانی اور دوسرے خطّہائے زمین کے تمام نظریات ورجحانات فکری سے پوری طرح واقف تھے مگر کبھی انھیں اس میں شک نہ ہوا۔ حضرت خاتمؐ الانبیاء کی خلقت اللہ نے نورِ خاص سے فرمائی تھی، وہ مقصود کائنات تھے اسی نور کی شعاعوں سے انبیاءؑ و مرسلینؑ کی تخلیق ہوئی اسی نور کی چھوٹ سے ستاروں میں روشنی آئی، اور اسی نور ازلی کے عکس سے کائنات کے بے جان ذرّوں میں زندگی کی اُمنگیں اُبھرنے لگیں۔ کائنات کی کون سی مخلوق ہے جو اس نور کے صدقہ میں نہ بنی ہو تو جب کرنوں میں اتنی طاقت اور سرعت سیر ہے تو خود چشمۂ نور کی طاقت کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ جب عکس میں یہ جذب و کشش ہے تو خود اسی شاہد نور کے کمال واقتدار کی کیا حد ہوگی اور جب پیدا ہونے والی مخلوقات میں یہ تاثیریں ہیں تو جو مقصد تکوین عالم ہو اور واسطۂ ایجاد کائنات اور وسیلۂ خلقت ارض وسماء ہو اس کی تاثیر اور تسخیری طاقتوں کے حدود کا کون اندازہ رکھتا ہے۔

گر ارض وسما کی محفل میں لولاک لما کا شور نہ ہو
یہ رنگ نہ ہو گلزاروں میں یہ نور نہ ہو سیاروں میں

❁❁❁